سوال

ملتمس آنکہ ثابت شود ظاہر بین اصنام و ارواح کاملہ لکن اطلاع وشعور بر حوائج مستعینان و مستمدان از آنہا حاصل و وافی موجب ثبوت علم غیب است برائے غیر حق سبحانہ و تعالیٰ وھو خلاف ما نطقت بہ النصوص قال اللہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون وقال ایضاً وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو۔ والآیات فیہ کثیرۃ۔

ہم جانتے ہیں کہ اصنام اور ارواح کاملین کے درمیان فرق واضح ہے لیکن ارواح کاملین کو اپنے بلانے والوں کی مراد اور مقصد پر نزدیک اور دور سے اطلاع کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر ایسی اطلاع مان لی جائے تو لازم آئے گا کہ ارواح کاملین کو علم غیب ہو۔ حالانکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔ اور اگر غیر حق کے لیے علم غیب مان لیا جائے تو یہ آیات قرآنی کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فرمایئے جو زمین و آسمان میں ہیں غیب نہیں جانتے ہاں خدا جانتا ہے اور مخلوق کو یہ خبر بھی نہیں کہ کب زندہ کیے جائیں گے نیز ارشاد الہی ہے۔ خدا ہی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا نیز غیب پر اللہ تعالیٰ کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جسے برگزیدہ فرمائے رسولوں سے۔ اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

جواب

غیب بمعنی پوشیدہ است کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ و علم ضروری و علم استدلالی غائب باشد و او مخصوص است بحق سبحانہ و تعالیٰ کما فی النصوص سبحانہ کہ مدعی نبوت او ولایت خود کہ فراست و کشف مصدق آں اخبر غیب از جہت وحی او استفادہ نبوی واز پیدا نمودن حق سبحانہ و تعالیٰ علم ضروری در دل او انکشاف حوادث بر حواس او بیرون نیست داخل در علم غیب۔ قال تعالیٰ لا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ نقل ما اخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیوب لیس ھو الا من اعلام اللہ تعالیٰ فلا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا ھو لان المنفی علمہ من غیر واسطۃ قال فی المواھب وقد اشتہر وانتشر امرہ بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب حتی ان کان بعضہم یقول لصاحبہ اسکت فواللہ

پہلے غیب کے معنے بتائے جاتے ہیں غیب ہم جاں چیز کو جو حواس ظاہرہ و باطنہ کے ادراک اور علم بدیہی اور استدلال سے غائب ہو اور یہ علم حضرت حق سبحانہ کے ساتھ مختص ہے جو کہ ان آیات میں مراد ہے ہیں اگر اس علم غیب کا کوئی مدعی ہو اپنے نفس کے لیے یا کسی غیر کے اس قسم کے دعوے کی تصدیق کرے تو وہ کافر ہے مگر جو خبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں وہ یا تو بذریعہ وحی حاصل ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس کا علم ضروری نبی کے اندر پیدا فرما دیتے ہیں یا نبی کی حس پر حوادث کا انکشاف فرما دیتے ہیں وہ علم غیب میں داخل نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ عالم الغیب الآیۃ۔ پس تمام وہ خبریں جو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں اور غیب کی باتیں بتائی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اعلام اور جتانے سے بتائی ہیں ان آیات کے منافی نہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے اس لیے کہ آپ

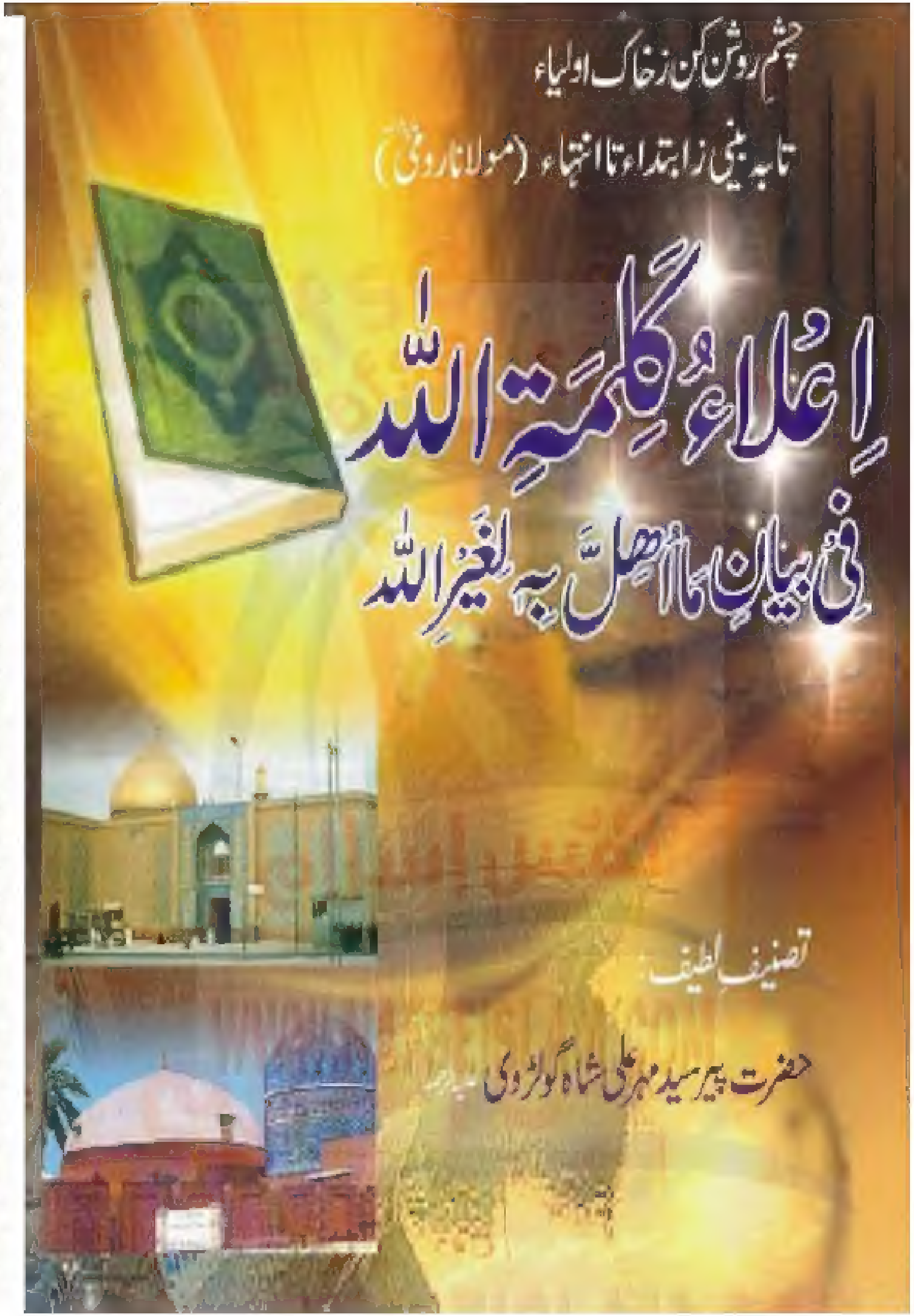

علم غیب خاصہ خداوندی ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو علم مختص ہے وہ علم غیب ہے
(تفسیر مظہری، ج 1، ص 358)

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ

إِلَّا بِمَا شَاءَ

www.FaceBook.com/Razakhanifitna

وکالت ہے

جو دعویٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی کا ہے ان کو قرآن
کریم نے علم غیب کہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اے محبوب یہ غیب کی خبریں ہم
(پارہ ۳ سورہ آل عمران) آپ کی طرف وحی کرتے ہیں

فائدہ

اس آیت میں اللہ نے غیب کا تعلق فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
غیب پر آگاہ کیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علم غیب کا لفظ نہیں استعمال کرنا چاہیے
آج تک کسی عالم یا مفسر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا
استعمال نہیں کیا اس لئے کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے ہے لہٰذا یہ صفت مخلوق
پر استعمال کرنے سے شرک فی الذات کا تقاضا ہوگا اسی لئے حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت
کرنا شرک ہے۔

مسلمانوں سے اپیل

غیبی باتوں کو بتانا ایک کمال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی
مخلوق میں بہت سے افراد و اشخاص کو عطا فرمایا جیسے
چاند سورج قائم کئے اور قاعدہ ہے کہ ہر کمال جسے ملتا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے طفیل ملتا ہے ورنہ مخالفین اتنا تو مانتے ہیں کہ ہر صاحب کمال سے آپ کا رتبہ
اول ہے کیونکہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسی لئے ماننا چاہیے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے
علوم غیبیہ کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں

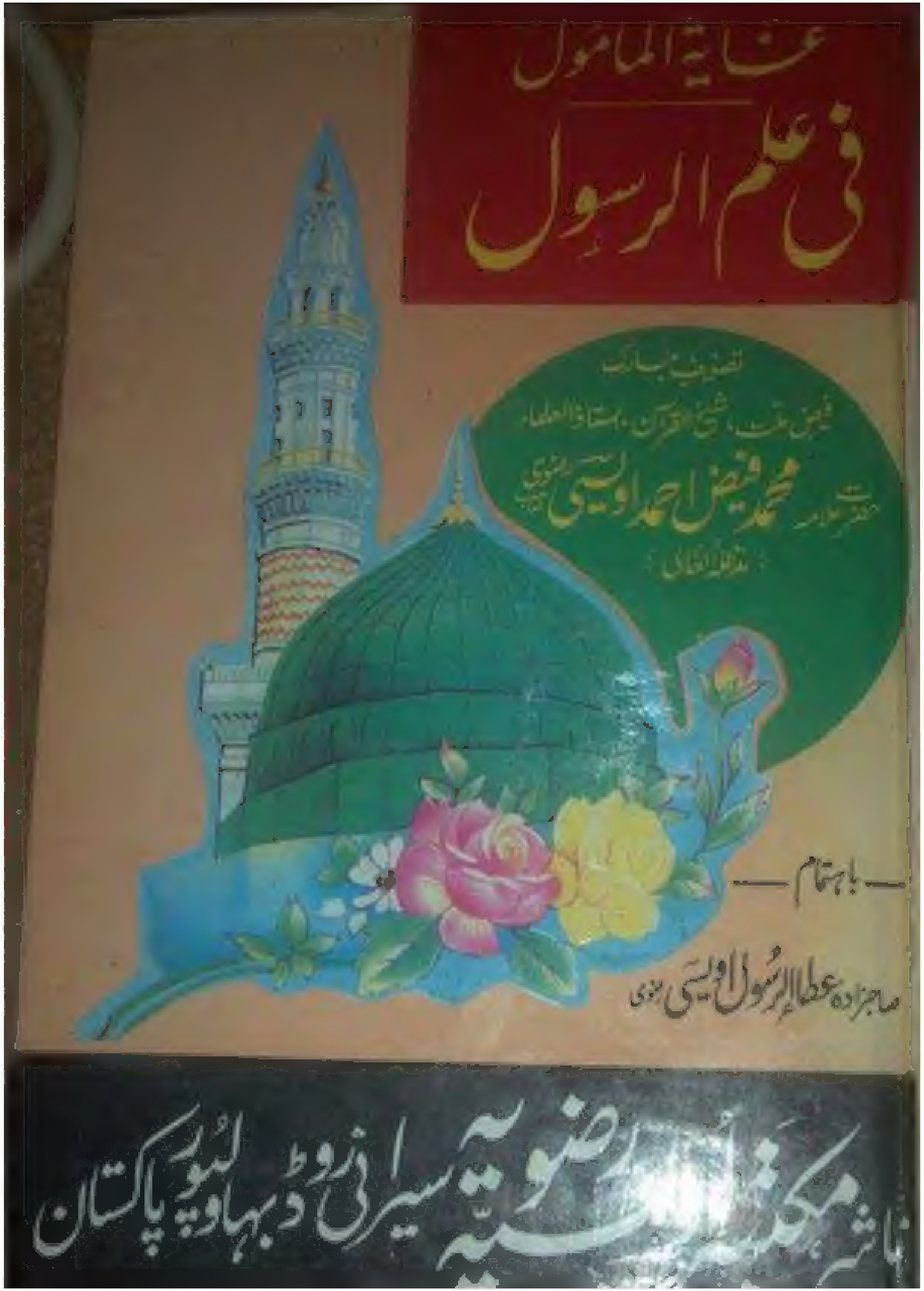

تفسیر مظہری

جلد دوم

بقیہ سورۂ بقرہ سے سورۂ نساء
پارہ ۳ تا پارہ ۴

تالیف
حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ
تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات
مولانا سید عبد الدائم الجلالی
رفیق ندوۃ المصنفین

ناشر
دار الاشاعت
اردو بازار کراچی ۱ ـــــ فون ۲۱۳۷۶۸

تعبیر کرنی مقصود ہے کہ کوئی علمی احاطہ نہیں کر سکتا احاطہ علمی کی نفی سے مراد ہے ایسے علم کامل کی نفی جو تمام اشیاء کی حقیقت کو محیط ہو۔ علم محیط صرف باری تعالیٰ کی خصوصیت ہے کسی خصوص چیز کی حقیقت کا کامل علم بطور ندرت ممکن ہے کہ کسی کو ہو جائے لیکن تمام اشیاء کی حقیقت کوئی نہیں جانتا یا علم سے مراد وہ علم غیب ہے جو اللہ کے لئے مخصوص ہے یعنی اللہ کے علم غیب کے کسی حصہ کا کوئی احاطہ کے ساتھ نہیں جانتا۔

اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ (ہاں جس چیز کا علم اللہ دینا چاہے) تو اس کو تعلق کا علم محیط ہوتا ہے اور اسا کم ہے اللہ نے خود ارشاد فرمایا ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ میں واؤ حالیہ ہے اور يَعْلَمُ کی ضمیر فاعل ذو الحال ہے۔ یا واؤ عاطفہ ہے دونوں جملوں کا مجموعہ بتا رہا ہے کہ محیط کل اور ہمہ گیر علم ذاتی اللہ کی خصوصیت ہے اور یہ اللہ کی وحدانیت کا ثبوت ہے اس لئے دونوں جملوں کے درمیان حرف عطف کو ذکر کیا۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے۔ بیضاوی نے لکھا ہے یہ محض تمثیل ہے اللہ کی عظمت کی تصویر کشی مقصود ہے ورنہ واقع میں نہ اللہ کی کرسی ہے اور نہ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کرسی سے مراد علم ہے مجاہد کا بھی یہی قول ہے مجلد علمی کو کرّاسہ اسی وجہ سے کہتے ہیں بعض علماء کا قول ہے کہ کرسی سے مراد حکومت اور اقتدار ہے موروثی حکومت کو عرب کرسی کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر کرسی کا معنی علم یا اقتدار قرار دیا جائے تو آیت لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ کے بعد جملہ مذکورہ کا تکرار بے سود ہوگا (کیونکہ آیت مذکورہ کا ابتدائی حصہ اللہ کے اقتدار پر اور آخری حصہ اللہ کے کمال علمی پر دلالت کر رہا ہے)۔

محدثین کا مشہور قول یہ ہے کہ کرسی ایک جسم ہے (جس میں لمبائی، چوڑائی اور موٹائی ہے) بغوی کا بیان ہے کہ کرسی (کے مصداق) میں علماء کا اختلاف ہے حسن کا قول ہے کہ کرسی ہی عرش ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کرسی عرش کے سامنے قائم ہے اور آیت وَسِعَ كُرْسِيُّهُ کا مطلب یہ ہے کہ کرسی کی وسعت زمین اور آسمان کی وسعت کے برابر ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے کسی بیابان میں کوئی چھلا پڑا ہو اور کرسی سے عرش کی بڑائی (بھی) ایسی ہے جیسے چھلے سے بیابان کی بڑائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے کہ کرسی کے اندر ساتوں آسمان ایسے ہیں جیسے کسی ڈھال میں سات درہم ڈال دیے جائیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور مقاتل رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کرسی کے ہر پایہ کا طول ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے برابر ہے کرسی عرش کے سامنے ہے کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں ہر فرشتے کے چار منہ ہیں ان فرشتوں کے قدم ساتویں نچلی زمین کے نیچے پتھر پر ہیں یہ مسافت پانچ سو برس کی راہ کے برابر ہے ایک فرشتہ کی شکل ابوالبشر یعنی حضرت آدم کی طرح ہے جو سال بھر تک آدمیوں کے لئے رزق کی دعا کرتا رہتا ہے۔ دوسرے فرشتہ کی صورت چوپایوں کے سردار یعنی بیل کی طرح ہے۔ چوپایوں کے لئے سال بھر رزق مانگتا رہتا ہے لیکن جب سے گوسالہ کی پوجا کی گئی اس وقت سے اس کے چہرہ پر کچھ خراشیں ہو گئی ہیں تیسرے فرشتہ کی صورت درندوں کے سردار شیر کی طرح ہے جو سال بھر درندوں کے لئے رزق کا طالب رہتا ہے چوتھے فرشتہ کی صورت پرندوں کے سردار یعنی گدھ کی طرح ہے جو پرندوں کے لئے سال بھر رزق کا سوال کرتا رہتا ہے۔